U13024.

12-12-07

Title - MASNAVI LEHER ISHQ URF ZEHER ISHQ

Creator - Mirza Shauq Lucknavi

Publisher - Mustafai Press (Muzaffar Nagar).

Date - N.A.

Pages - 32

Subject - Urdu Shayari - Masnaviyaat

لہر عشق

عرف

زہر عشق

مصنفہ مرزا شوق مرحوم لکھنوی

باہتمام محمد جمیل خان پرنٹر

مصطفائی الیکٹرک پریس مظفر نگر میں چھپا

ملنے کا پتہ:- محمد جمیل خان محمد شریف خان تاجر کتب مالک مصطفائی پریس بازار نواب گنج مظفر نگر

یاد اتنی تمہیں دلاتے جائیں
پان کل کے لئے لگاتے جائیں

مثنوی

زہر عشق باتصویر

حسب فرمائش برادر عزیز محمد شریف خان تاجر کتب
بازار نواب گنج مظفر نگر

باہتمام محمد جمیل خاں پرنٹر
مصطفائی پریس مظفر نگر میں چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھ قلم سے پہلے حمد رب ودود — کہ ہر اک جا پہ ہے وہی موجود
ذات معبود جاودانی ہے — باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے
ہمسر اس کا نہیں ندیم نہیں — سب ہیں حادث کوئی قدیم نہیں
مدح احمد زباں پہ کیونکر آئے — بحر کوزے میں کس طرح سے سمائے
ذات احمد کو کوئی کیا جانے — یا علی جانتے یا خدا جانے
مدح احمد میں کھولئے جو دہن — اس سے آگے نہیں ہے جائے سخن
کون حیدر کا مرتبہ سمجھا — کوئی بندہ کوئی خدا سمجھا
ہے بجا جب سے گلشن ایجاد — ہوئی ہر شے ہر ایک کو امداد
رنگ خوبی عطا کیا گل کو — درد اور نالہ بخشا بلبل کو
ماہ کو نور لطف ہالے کو — چشم نرگس کو داغ لالے کو
راستی کی عطا صنوبر کو — پیچ سنبل کو آب گوہر کو
سختی ساری بتوں کے دل میں دی — الفت انساں کے آب و گل میں دی
عشق سے کون ہے بشر خالی — کر دیے اس نے گھر کے گھر خالی
پڑتے ہیں اس میں جان کے لالے — ڈالتا ہے جگر میں تبخالے
جو کہ واقف تھے سب زبونی سے — خاک چھنوائی ان حسینوں سے
اس سے امید رکھنا ہے بیجا — بھائی مجنوں سے کیا سلوک کیا
منہ سے کرنے نہ دی فغاں اس نے — مارے چن چن کے نوجواں اس نے
اس نے جس سے ذرا تپاک کیا — سب سے پہلے اسے ہلاک کیا

آتش ہجر سے جلاتا ہے
آگ پانی میں یہ لگاتا ہے

مار ڈالا تماشہ بینوں کو
زہر کھلوا دیا حسینوں کو

بس میں ڈالے نہ کبھی یا اسکے
رحم دل میں نہیں ذرا اسکے

آغاز داستان

ایک قصہ عجیب لکھتا ہوں
داستان غریب لکھتا ہوں

تازہ اس طرح کی حکایت ہے
سننے والوں کو جس سے حیرت ہے

جس محلے میں تھا ہمارا گھر
رہتے تھے ایک وہاں پہ سوداگر

مرد اشراف صاحب دولت
تاجروں میں کمال ذی عزت

نخوت تھا کچھ فراغ بالی سے
تھے بہت خاندان عالی سے

ایک دختر تھی اسکی ماہ جبیں
شادی اسکی کہیں ہوئی تھی نہیں

سبزہ نخل گل جوانی تھا
حسن یوسف فقط کہانی تھا

اس سن و سال پر کمال خلیق
چال ڈھال انتہا کی نستعلیق

ثانی رکھتی نہ تھی وہ صورت میں
غیرت حور تھی حقیقت میں

چشم بد دور وہ حسیں آنکھیں
رشک چشم غزال جیسی آنکھیں

تھا جو ماں باپ کو نظر کا ڈر
آنکھ بھر کر نہ دیکھتے تھے ادھر

تھی زمانے میں بے عدیل و نظیر
خوش گلو خوش جمال خوش تقریر

تھا نہ اس شہر میں جواب اسکا
حسن لاکھوں میں انتخاب اسکا

شعر گوئی سے ذوق رہتا تھا
لکھنے پڑھنے سے شوق رہتا تھا

زلف گیسو کی لہر آفت تھی
تھا یہ اُس گل کا جامہ زیب بدن
سارا گھر اس پہ رہتا تھا قربان
نور آنکھوں کا دل کا چین تھی وہ
ایک دن چرخ پر جو ابر آیا
کھل گیا جب برس گئے وہ بادل
دل ہرا بیٹھے بیٹھے گھبرایا
خفقان دل کا جو سے بہلنے لگا
دیکھا اک سمت جو اُٹھا کے نظر
ساتھ ہمجولیاں بھی تھیں دو چار

جو ادا اس کی تھی قیامت تھی
سادی پوشاک میں تھے سو جوبن
روح گر ماں کی تھی تو باپ کی جان
راحتِ جانِ والدین تھی وہ
کچھ اندھیرا سا ہر طرف چھایا
قوس تب آسماں پہ آئی نکل
سیر کرنے کو بام پر آیا
اس طرف اُس طرف ٹہلنے لگا
سامنے تھی وہ دخترِ سوداگر
دیکھتی تھیں وہ آسماں کی بہار



بام سے کچھ اُترتی جاتی تھیں
رہ گئی جب اکیلی وہ گلرو
ہوئی سیری جو اُس کی چار نگاہ

چھلیں آپس میں کرتی جاتی تھیں
نگراں سیر کی ہوئی سر سبز
منہ سے بیساختہ نکل گئی آہ

حال دل کا کہا نہیں جاتا
منہوا گو کلام کیسا بین
تیر الفت کا جو لگا کاری
سامنے وہ کھڑی تھی ماہ منیر
تاب نظارہ اٹھی لا نہ سکا
دیکھتا اس کو بار بار تھا میں
گو میں رو کے ہوئے ہزار رہا
اسی صورت سے ہو گئی جب شام
بیٹھی ناحق بی ہو لیں کھاتی ہیں
گیسوئے خستہ ہوا سے ہلتے ہیں
سن کے لونڈی کے منہ سے یہ پیغام
اس کا جلوہ نہ جب نظر آیا
شام سے پھر سحر کی مر مر کے
پڑ گیا دل میں غم سے اک ناسور
دن میں سو بار بام پر جانا
جب نہ دیکھا وہاں یہ وہ گلرو
لاکھ چاہا نہ ہو سکا دل سخت
گذرے کچھ دن جو رنج سہ کے ہارے
ہو گئی پھر تو ایسی حالت زار

خوب سنبھلا نہیں غش آ جاتا
روح قالب میں ہٹ گئی بے چین
اشک بیساختہ ہوئے جاری
چپ کھڑا تھا میں صورت تصویر
کہ اشارہ سے بھی بلا نہ سکا
محو حسن جمال یار تھا میں
دل میں لیکن نہ اختیار رہا
لائی پاس اس کی اک کنیز پیام
اماجان آپ کی بلاتی ہیں
چلئے اب دونوں وقت ملتے ہیں
گئی کوٹھے سے نیچے وہ گلفام
میں بھی روتا ہوا اٹھ آیا
شب وہ کاٹی خدا خدا کر کے
یہی اس دن سے پڑ گیا دستور
دیکھنا بہانے سے چھتے آنا
فرط غم سے نکل پڑے آنسو
بے تسکین ہوئی آمد و رفت
زرد رخسار ہو گئے سارے
جیسے برسوں کا ہو کوئی بیمار

دل کو غم سے تھی خود فراموشی
لگ گئی لب پہ مہر خاموشی
نہ رہا دل کو ضبط کا یارا
سر جھکائے چلا دکھڑے کے مارا
رنج لاکھوں طرح کے سہتے تھے
لب سے خاموش اشک بہتے تھے

ہجر سے غیر ہو گئی حالت
غم سے بالکل بدل گئی صورت
ہوا حیران اپنا بیگانہ
جس نے دیکھا مجھے نہ پہچانا
دیکھے ماں باپ نے جو یہ انداز
روح قالب سے کر گئی پرواز

پوچھا مجھ سے یہ کیا ہے حال ترا
کس طرف ہے بندھا خیال ترا
سچ بتا دے کہ دھیان کس کا ہے
دل میں غم میری جان کس کا ہے
رنج کس شعلہ رو کا کھاتے ہو
شمع کی طرح سے پگھلے جاتے ہو

زرد چہرہ ہے ارغواں کی طرح
ٹکڑے پوشاک ہے کتاں کی طرح
کونسی ماہ رو پہ مرتے ہو
سچ کہو کس کو پیار کرتے ہو

یہ کہو مہ جبیں ملا ہے کون
تم کو ایسا حسیں ملا ہے کون
کھاتے ہو پیتے ہو نہ سوتے ہو
روز اٹھ اٹھ کے شب کو روتے ہو

نہیں معلوم کون ہے وہ چھنال
کر دیا میرے لعل کا یہ حال
میرے بچے کی جو کڑھائے جان
سات بار اس کو میں کروں قربان

اللہ آمیں سے ہم تو یوں پالیں
آپ آفت میں جان کو یوں ڈالیں
تیرے بچے کی تاک سب اوقات
دن کو دن سمجھا اور نہ رات کو رات
پالا کس کس طرح تمہیں جانی
کون منت تھی جو نہیں مانی
روشنی مسجدوں میں کرتی تھی
جا کے درگاہ چوکی بھرتی تھی

اب جو نام خدا جوان ہوئے
ہاں میاں سچ ہے یہ خدا کی شان
ہم تو یوں پھونک پھونک رکھیں قدم
ہم یہاں رنج و غم میں روتے ہیں
یوں ستاؤ گے جان کر ہم کو
دیکھتی ہوں جو تیرا حال زبوں
یوں تو برباد تو شباب نہ کر
کچھ تو کہہ ہم سے اپنے قلب کا حال
دل ہوا تیرا شیفتہ کس کا
کیسا دو دن میں جی نڈھال ہوا
آئینہ تو اٹھا کے دیکھ ذرا
سدھ نہ کھانے کی ہے نہ پینے کی
کس کی الفت میں ہے یہ حال کیا
دل پہ گذرا ہے کیا ملال تو کہہ
یوں ہی گر ہو گیا تو سودائی
ایسے دیوانے کو بھریگا کون
کر دیا کس نے ایسا آوارہ
آگے تو یہ نہ تھا ترا دستور
سیر سے تو دیکھ اڑ گئے اوسان

ایسے مختار میری جان ہوئے
تم کرو جان پوچھ کر ہلکان
آپ دیتے پھریں ہر ایک پہ دم
آپ غیروں پہ جان کھوتے ہیں
تھی نہ اس روز کی خبر ہم کو
خشک ہوتا ہے میرے جسم کا خون
مٹی ماں باپ کی خراب نہ کر
کس کا بھایا ہے تجکو حسن و جمال
سچ بتا ہے فریفتہ کس کا
والی بندی کا کیا یہ حال ہوا
ستت گیا دو ہی دن میں منہ کیسا
کونسی ہے امید جینے کی
کچھ نہ ماں باپ کا خیال کیا
منہ سے نا شدنی اپنا حال تو کہہ
دور پہونچیگی اس کی رسوائی
شادی اور بیاہ پھر کرے گا کون
کہیں بنتا اب کوئی چارہ
کس سے سیکھا ہے اسطرح کا سوال
لیلیٰ مجنوں کے تو نے کاٹے کان

باتیں یہ والدین کی سُن کر | لگا اک اور قلب پر نشتر
شرم کے مارے سر کو جھکا لیا | کچھ نہ ماں باپ کو جواب دیا
گذرا یاں تک تو یہ ہمارا حال | اب بیاں اُن کا ہوتا ہے احوال
ہیں یا تو لکھا ہے ہوئی تھا عشق کا تیر | پر ہوئی ان کے دل پہ یہ تاثیر
جھلکے آنکھوں کے دونوں پیمانے | دل لگا آپ ہی آپ گھبرانے
آتش عشق سے اٹھا جو دھواں | باتوں باتوں میں بڑھ گیا خفقاں
گرش فریاد قلب سے سلگنے لگا | خود بخود ہاتھ پاؤں دھنے لگا
درد و غم دل کو آگیا جو پسند | سونا راتوں کا ہوگیا سبب گزند
سوچ الفت اسے ڈبونے لگی | ایک الجھن سی دل کو ہونے لگی
گھٹنے طاقت لگی جو روز بروز | آتش ہجر ہوگئی دل سوز
داغ جوں جوں جگر کے جلتے تھے | اشک گرم آنکھ سے نکلتے تھے
گرم نالے تھے لب پہ آہ تھی سرد | دل میں ہوتا تھا میٹھا میٹھا درد
یوں تڑپتا تھا اسکے سینے میں دل | جس طرح لوٹے طائر بسمل
ہو گئی جب کمال حالت زار | شب کو رہنے لگا اُسے بھی بخار
سچ ہے کس طرح جی اُداس نہ ہو | کوئی ہمراز بھی جو پاس نہ ہو
نہ رکا اس کے رونے سے دل زار | جی میں باقی رہا نہ صبر و قرار
لکھنے پڑھنے سے تھا جو اسکو شوق | سوچ کر دل میں اک لکھا خط شوق
بھیجا مجھ کو وہ بے خطر نامہ | ڈرتے لکھا مگر نہ سر نامہ
ایک نائی کے آکے چپکے سے | خط دیا اُن کا ہاتھ میں سہرے

کھول کر میں نے جو اسے دیکھا — کچھ عجب درد سے یہ لکھا تھا
ہو یہ معلوم تم کو بعد سلام — فرقت غم سے دل ہے بے آرام
اپنے کوٹھے پہ تو نہیں آتا — دل ہمارا بہت ہے گھبراتا
شکل دکھلا دے کبریا کے لئے — بام پر آ ذرا خدا کے لئے

اس محبت پہ ہو خدا کی مار — جس نے یوں کر دیا مجھے ناچار
سارے الفت نے کھو دئے اوسان — ورنہ میں لکھتی یہ خدا کی شان

اب کوئی اس میں کیا دلیل کرے — جس کو چاہے خدا ذلیل کرے
پڑھ کے میں نے لکھا یہ اسکو جواب — کیا لکھوں تمکو اپنا حال خراب
بن گئی یاں تو جان پر میری — خوب لی آپ نے خبر میری
ہجر میں مر گئے زندگانی کی — اب بھی پوچھا تو مہربانی کی
جب سے دیکھا ہے آپ کا دیدار — دل سے جاتا رہا ہے صبر و قرار
روز تپ سے بخار رہتا ہے — سر پہ اک جن سوار رہتا ہے
پوچھتا ہے جو کوئی میرا حال — اور ہوتا ہے میرے دل کو ملال
کہوں کس کس سے اس کہانی کو — آگ لگ جائے اس جوانی کو
ہو گئی ہے کچھ ایسی طاقت طاق — اٹھ نہیں سکتا بار رنج فراق
ہل کے پانی پیا نہیں جاتا — ورنہ حکم آپ کا بجا لاتا
پاتا طاقت جو طالب دیدار — بام پر آتا دن میں سو سو بار
تیرے قدموں کی ہوں قسم کھاتا — ہوش میں دو دو پہر نہیں آتا
پہونچا جس وقت سے ترا مکتوب — زندگی کا بندھا ہے کچھ اسلوب

رنج راحت سے گر بدل جائے
کیا عجب ہے جو دل سنبھل جائے

پیش قدمی جو تم نے کی مرے ساتھ
اس میں ذلت کی کونسی ہے بات

نہیں کچھ اس میں آپکا ہے قصور
میری الفت کا یہ اثر ہے حضور

عشق کا ہے اثر مرے واللہ
ورنہ تم کہتے ہو یہ معاذ اللہ

تم تو وہ لوگ ہوتے ہو جلاد
نہیں سنتے کوئی کرے فریاد

نہیں ممکن تمہارا بل جائے
دم بھی عاشق کا گر نکل جائے

اب میں لکھتا ہوں آپ کو یہ حضور
وصل کی فکر چاہیے ہے ضرور

اسمیں غفلت کی تو نے گر اے ماہ
حال ہوگا مرا کمال تباہ

غیر سے سمجھے مری حالت
غم اٹھانے کی اب نہیں طاقت

دل پہ آفت عجیب آئی ہے
جان بچ جائے تو خدائی ہے

جان کو کس گھڑی قرار آیا
عشق نے فرصت جو دی بخار آیا

طپش دل نے کر دیا ہشیار
وہم آنے لگے ہزار ہزار

دلمیں وحشت سے کچھ ہوا جو جوش
وہ بھی جاتے رہے جو آئے تھے ہوش

آشنا دوست آ گئے جب کبھو
جب سے دیکھا نکل پڑے آنسو

جھوٹ سمجھیں اسے حضور نہیں
جان جاتی رہے تو دور نہیں

مر گئے ہم تو رنج فرقت سے
پر خبر کی نہ اپنی حالت سے

ہو گیا ہے کسی کا حال برا
کوئی مر جائے تم کو کیا پروا

اب بھی یہ آپ نے تحریر
ہے یہ لازم کہ وہ کرو تدبیر

سختیاں سبھی یا بدل جائیں
دل کی سب حسرتیں نکل جائیں

دیکھ خط میں نے یہ کہا اس سے
پہونچا جب اس تلک میرا مکتوب
پھر کیا یہ جواب میں تحریر
ذکر ان باتوں کا یہاں کیا تھا
ایسی باتیں تھیں کب یہاں منظور
یہ لکھے تھے فقط ہنسی کے کلام
تجھکو ایسی تھی تیری کیا پرواہ
بات تھی یہ کمال عقل سے دور
تم پہ میں مرتی کیا قیامت تھی
تیری جانب سے یہ گمان کیا خوب
یہ نہ سمجھے کہ ماجرا کیا ہے
کالا دانہ ذرا اتروا لو
تجھ پہ مرتے بھی گر مرے بدخواہ
جان باپوش سے نکل جاتی
ایسی باتوں میں ہوتا ہے بدنام
رنج آجاتا ہے اسی کد سے
کیا سمجھ کر لکھا تھا یہ مضمون
جی میں ٹھانی ہے کیا بتاؤ تو
مالزادی نہیں یہاں کوئی

جلد اس کا جواب لا اس سے
ہنس کے بولی کہ واہ واہ کیا خوب
تجھ پہ تھا تو ہنسی سے دامن گیر
چھیڑنے کو ترے یہ لکھا تھا
تھا فقط تیرا امتحاں منظور
ورنہ ان باتوں سے مجھے کیا کام
بام پہ تو بلا ہے آکر نہ آ
جھوٹ سے لگنے پہ ہو گئے مغرور
کیا مرے دشمنوں کی شامت تھی
جھوٹ تم تم سے ہے بہت مرغوب
یوں بھی کوئی کسی کو لکھتا ہے
رائی نون اس سمجھ پہ کر ڈالو
یوں نہ لکھتی کبھی معاذ اللہ
پر طبیعت نہ یوں بدل جاتی
پھر نہ لکھے گا اس طرح کے کلام
نہ بڑھے آدمی کبھی حد سے
اچھی ہوتی نہیں ہے اتنی دون
خانگی کسی کو کوئی سمجھے ہو
جو کہے تم سے گر میاں کوئی

دیکھ تحریر فیل لائے آپ
طالبِ وصل جو ہوئے ہم سے
رہ گئی کچھ روز تو یہی تحریر
ہو گئے اُس گل سے وصل کا اقرار
جو کہا تھا ادا کیا اُس نے
رات بھر میرے گھر میں رہ کے گئی

خوب جلدی مزہ میں آئے آپ
کیا ہے سادہ مزاج جم جم سے
پھر موافق ہوئی مری تقدیر
اُٹھ گئی درمیاں سے سب تکرار
وعدہ اک دن وفا کیا اُس نے
صبح کے وقت پھر یہ کہہ کے گئی



بات اس دم کی یاد رکھئے گا
بگڑے گی جب نہ کچھ بن آئے گی
لو مری جان جاتی ہوں اب تو
جو خدا پھر ملائے گا تم سے
[illegible] دیا یہ اُنکو جواب
کہتی تم کیا ہو یہ خدا نہ کرے
عمر بھر ہم وفا نہ توڑیں گے

ایک دن یہ مزا بھی چکھئے گا
آپ کے پیچھے جان جائے گی
یاد رکھئے گا میری صحبت کو
تو کہوں گی بہر حال آ تم سے
نہ کرو دل کو اس قدر بیتاب
یہ ستم ہووے کبریا نہ کرے
زندگی بھر نہ منہ کو موڑیں گے

پیار کرتی جو تھی وہ غیرت حور — رکھا ملنے کا اس نے یہ دستور
پنجشنبہ کو جاتی تھی درگاہ — وان سے آتی تھی پھر گھر وہ ماہ
عیش ہونے لگے مرے ان سے — غیر جلنے لگے یہ سن سن کے
اتفاق ایسا پھر ہوا ناگاہ — دو مہینے تلک نہ آئی وہ ماہ
قطع سب ہوگئے پیام وسلام — نہ رہی شکل راحت و آرام
طبع کو ہوگئی پریشانی — عقل کو تھی عجیب حیرانی
دل کو تشویش تھی جو حد سے زیاد — دفعتاً پڑ گئی یہ کیا افتاد
تھی نہ مجھ سے یہاں کسی کو لاگ — کس نے اس طرح کی لگائی آگ
دل میں اس کے یہ کس نے بل ڈالا — جو مرے عیش میں خلل ڈالا
کچھ تو ایسا ہوا ہے افسانہ — جو یہاں تک نہ ہو سکا آنا
نہیں معلوم کیا پڑی افتاد — جو فراموش کی ہماری یاد
کون ایسا ہے جائے گھر اسکے — کس کو بھیجوں مکان پر اسکے
کیوں نہ بیزار ہوں میں جینے سے — نہیں دیکھا ہے دو مہینے سے
جان آنکھوں میں کھنچ کے آئی ہے — اب نہیں طاقت جدائی ہے
کر لیا ہو سکا جہاں تک صبر — اب کہو دل کرے کہاں تک جبر
دو مہینہ نہ دیکھے جب گل کو — چین کس طرح آئے بلبل کو
رات پھر کس طرح گذاری جائے — کسطرح دل کی بیقراری جائے
طبع پھر کس طرح بہل جائے — جسم سے روح جب نکل جائے
آئی نوچندی اتنے میں ناگاہ — اس بہانہ سے آئی وہ درگاہ

بس کہ مرتی تھی نام پر میرے — چھپ کے آئی وہاں سے گھر میرے
تھی نہ فرصت جو اشکباری سے — اور تھی روتی ہوئی سواری سے
پھر لپٹ کر مرے گلے اک بار — حال کرنے لگی وہ یوں اظہار

وصیت کرنا دختر سوداگر کا

اقربا میرے ہو گئے آگاہ — تم سے ملنے کی اب نہیں کوئی راہ
مشورے ہو رہے ہیں آپس میں — بھیجتے ہیں تجھے بنارس میں
وہ چھٹے ہم سے جسکو پیار کریں — جبر کیونکر یہ اختیار کریں
گو ٹھکانے نہیں ہیں ہوش و حواس — پر یہ کہنے کو آئی ہوں تیرے پاس



جائے عبرت سرائے فانی ہے — مورد مرگ نوجوانی ہے
اونچے اونچے مکان تھے جنکے — آج دیکھے تو خار بالکل تھے
جس چمن میں تھا بلبلوں کا ہجوم — آج اس جا ہے آشیانۂ بوم
بات کل کی ہے نوجواں تھے جو — صاحب نوبت و نشاں تھے جو
آج خود ہیں نہ ہے مکاں باقی — نام کو بھی نہیں نشاں باقی

غیرت حور مہ جبیں نہ رہے
ہے مکان گر تو مکیں نہ رہے

جو لقب تھے بادشاہ ہفت اقلیم
ہوئے جا جا کے زیر خاک مقیم

کوئی لیتا نہیں ہے اب یہ نام
کونسی گور میں گیا بہرام

اب نہ رستم نہ سام باقی ہے
اک فقط نام ہی نام باقی ہے

کل جو رکھتے تھے اپنے سر پہ تاج
آج ہیں فاتحہ کو وہ محتاج

تھے جو خود سر جہان میں مشہور
خاک میں مل گیا سب ان کا غرور

عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے

گردش چرخ سے ہلاک ہوئے
استخوان تک بھی انکے خاک ہوئی

تھے جو مشہور قیصر و فغفور
باقی ان کے نہیں نشان قبور

تاج میں جنکے ٹکتے تھے گوہر
ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ کاسۂ سر

رشک یوسف جو تھے جہاں میں حسیں
کھا گئے ان کو آسمان و زمیں

ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے
یہی دنیا کا کارخانہ ہے

ہے نہ شیریں نہ کوہکن کا پتہ
نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتہ

بوئے الفت تمام پھیلی ہے
باقی اب قیس ہے نہ لیلی ہے

صبح کو طائران خوش الحان
پڑھتے ہیں کل من علیہا فان

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

زندگی بے ثبات ہے اس میں
موت عین حیات ہے اس میں

ہم بھی گر جان دیدیں کھا کے سم
تم نہ رونا ہمارے سر کی قسم

دل کو بھولیوں میں بہلانا
یا میری قبر پہ چلے آنا

جا کے رہنا نہ اس مکاں سے دور
روح بھٹکے گی گر نہ پاسے گی
روکے رہنا بہت طبیعت کو
ضبط کرنا اگر ملال رہے
میرے مرنے کی جب خبر پانا
جمع ہو لیں سب اقربا جسدم
کہے دیتی ہوں جی نہ کھونا تم
ہو گئے تم اگرچہ سودائی
لاکھ تم کچھ کہو نہ مانیں گے
طعنہ زن ہونگے سب غریب امیر
سامنا ہو ہزار آفت کا
جب جنازہ مرا عزیز اٹھائیں
میری میت پہ درمیان رکھیے گا
تذکرہ کچھ نہ کیجیے گا مرا
اشک آنکھوں سے مت بہائیگا
رنگ دل کے بدل نہ جائیں کہیں
ساتھ چلنا نہ سر کے بال کھلے
ہوئے آتش کے ہیں یہ پرکالے
ذکر سنکر مرا نہ رو دینا

ہم جو مر جائیں تیری جاں سے دور
ڈھونڈھتے کس طرف کو جاؤ گی
یاد رکھنا مری وصیت کو
میری رسوائی کا خیال رہے
یوں نہ دوڑے ہوئے چلے آنا
رکھنا اسوقت تم وہاں پہ قدم
ساتھ تابوت کے نہ رونا تم
دور پہونچے گی اس کی رسوائی
لوگ عاشق ہمارا جانیں گے
قبر پہ بیٹھنا نہ ہو کے فقیر
پاس رکھنا ہماری عزت کا
آپ بیٹھے وہاں نہ اشک بہائیں
بند اپنی زبان رکھیے گا
نام منہ سے نہ لیجیے گا مرا
ساتھ غیروں کی طرح جائیے گا
منہ سے نالے نکل نہ جائیں کہیں
تا کسی شخص پر نہ حال کھلے
تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے
میری عزت نہ یوں ڈبو دینا

رنج فرقت مرا اٹھا لینا
دل کسی اور جا لگا لینا

ہوگا کچھ میری یاد سے نہ حصول
دل کو کر لینا اور سے مشغول

رنج کرنا نہ میرا میں قربان
سن لو گر اپنی جان ہے تو جہان

دے نہ اسکو خدا کبھی کوئی درد
ہوتا نازک کمال ہے دل مرد

دل میں کڑھنا نہ مجھ سے چھوٹ کے تم
جان دینا نہ گھونٹ گھونٹ کے تم

آکے رو لینا میری قبر کے پاس
تا نکل جائے تیرے دل کی بھڑاس

آنسو چپکے سے دو بہا لینا
قبر میری سے گلے لگا لینا

اگر آ جائے کچھ طبیعت پر
پڑھنا قرآن میری تربت پر

غنچۂ دل مرا کھلا جانا
پھول تربت پہ دو چڑھا جانا

روکے کرنا نہ اپنا حال زبوں
تا نہ ہو جائے دشمنوں کو حصول

دیکھئے کس طرح پڑے گی کل
سخت ہوتی ہے منزل اول

میرے مرقد پہ روز آنا تم
فاتحہ سے نہ ہاتھ اٹھانا تم

ہے یہ حاصل سب اپنی باتوں کے
مٹی دینا تم اپنے ہاتھوں سے

عمر بھر کون کس کو روتا ہے
کون صاحب کسی کا ہوتا ہے

کبھی آ جائے گر ہمارا دھیان
جاننا ہم یہ ہو گئی قربان

دل میں کچھ آنے دیجیو نہ ملال
خواب دیکھا تھا جیسے یہ خیال

رنج راحت جہاں میں توام ہے
کبھی شادی ہے اور کبھی غم ہے

ہے کسی جا پہ جشن شام و پگاہ
ہے کسی جا صدائے نالہ و آہ

مرگ کا کس کو انتظار نہیں
زندگی کا کچھ اعتبار نہیں

پھر ملاقات دیکھیں ہو کہ نہ ہو
خوب سا آج دیکھ بھال لو تم
آج اچھی طرح سے کر لو پیار
دل میں باقی رہے نہ کچھ ارمان
حشر تک ہوگی پھر یہ بات کہاں
کہہ لو سن لو جو کچھ کہ جی میں آئے
دل کو اپنے کرو ملول نہیں
ہمکو گاڑتے جو اپنے دلکو کڑا پاتے
گھر تم کو لوٹے ابھی کہنا
باہیں دونوں گلے میں ڈال لو تم
پھر خدا جانے کیا مصیبت سے
کس کو کل بٹھا کر وگے پیار
کل گلے سے لگاؤ گے
حال کس کا سنائیگی آ کر
ہم تو اٹھتے ہیں اس مکان سے کل
یاد اتنی تمہیں دلاتے جائیں
ہو چکا آج جو کہ تھا ہونا
خاک میں ملتی ہے یہ صورت عشق
دیکھ لو آج ہمکو جی بھر کے

آج دل کھول کے گلے مل لو
دل کی سب حسرتیں نکال لو تم
کہ نکل جائے کچھ تو دل کا بخار
خوب مل لو گلے سے ہیں قربان
ہم کہاں تم کہاں یہ رات کہاں
پھر خدا جانے کیا نصیب دکھائے
رونے دھونے سے کچھ حصول نہیں
ہمکو ہے گریہ جو اشک بہائے
دن بہت سے پڑے ہیں رو لینا
جو جو ارمان ہوں نکال لو تم
اتنی صحبت بہت غنیمت ہے
کس کی لوگے بلائیں تم پیارے
یوں کسے گود میں بٹھاؤ گے
کس کو ماما بلائے گی آ کر
اب تو جاتے ہیں اس جہاں کو کل
یہاں گلے سے لگاتے جائیں
کل بسائیں گے قبر کا کونا
پھر کہاں ہم کہاں یہ صحبت عشق
کوئی آتا نہیں ہے پھر مر کے

ختم ہوتی ہے زندگانی آج | خاک میں ملتی ہے جوانی آج
چپ رہو کیوں عبث ہی روتے ہو | مفت کاہیکو جان کھوتے ہو
سمجھو اس کو شب برات کی رات | ہم ہیں مہمان تمہارے آج کی رات
چین دل کو نہ آئے گا تجھ بن | اب کے بچھڑے ملیں گے حشر کے دن
اب تم اتنی دعا کرو میری جان | کل کی مشکل خدا کرے آسان
سکھ اٹھایا نہ زندگانی کا | نہ ملا کچھ مزا جوانی کا
دل میں لیکر تمہاری یاد چلے | باغ عالم سے نامراد چلے
کہتی ہے بار بار ہمت عشق | ہے یہی مقتضائے غیرت عشق
چارپائی پہ کون پڑ کے مرے | کون یوں ایڑیاں رگڑ کے مرے
عشق کا نام کیوں ڈبو جائیں | آج ہی جان کیوں نہ کھو جائیں
جب تلک چرخ بے مدار رہے | یہ فسانہ بھی یادگار رہے
بولی گھبرا کے پھر ٹھہر میری جان | کچھ سنا بھی کہ کیا بجا اس آن
حسرت دل نگوڑی باقی ہے | اور یہاں رات تھوڑی باقی ہے
گود میں اپنی پھر بٹھا لو جان | پھر گلے سے ہمیں لگا لو جان
ڈال دو پھر گلے میں باہوں کو | پھر گلوری چبا کے منہ میں دو
پھر کہاں ہم کہاں یہ صحبت یار | کر لو پھر کچھ بھینچ بھینچ کے پیار
پھر مرے سر پہ رکھ دو سر اپنا | گال پھر رکھ دو گال پر اپنا
پھر اسی طرح منہ سے منہ کو ملو | پھر وہی باتیں پیار کی کر لو
لہر پھر چڑھ رہی ہے گالوں کی | بو سنگھا دو پھر اپنے بالوں کی

پھر ہم اٹھنے لگیں ہٹا لو تم
پھر کیوں کو چبا کے بات کرو
پھر بلائیں تمہاری یار لیں ہم
رو نہ اسطرح سے تو زار قطار
آپ اچھے بھلے بچھڑ جائیں
کاٹ لے کوئی وہ پٹے سہرا
میں دل و جاں سے ہوں فدا تیری
اب تو کیوں ٹھنڈی سی سانس بھرتی ہو
میں ابھی تو نہیں گئی ہوں مر
اسقدر ہو رہا ہے کیوں غمگیں
کر نہ رو رو کے اپنا حال زبوں
اشک بہتے ہیں ناگوار ترے
ایسے قصے ہزار ہوتے ہیں
یوں تو آنسو نہ اب بہا اپنے
رنج سے میرے کچھ اداس نہ ہو
تم تو اتنے میں ہو گئے رنجور
اسی غم نے تو مجھ کو مارا ہے
اپنے مرنے کا کچھ نہیں ہے الم
جان ہم نے تو اس طرح کھوئی

پھر بگڑ جائیں ہم منا لو تم
پھر ذرا مسکرا کے بات کرو
آؤ پھر سر سے سر اتار لیں ہم
دشمنوں کو کہیں چڑھے نہ بخار
اور لینے کے دینے پڑ جائیں
بال بیکا نہ ہو مگر تیرا
لے کے مر جاؤں میں بلا تیری
کیوں مرے دل کے ٹکڑے کرتا ہے
کیوں سجائیں ہیں آنکھیں رو رو کر
کیوں مٹاتا ہے اپنی جان حزیں
ارے ظالم ابھی تو جیتی ہوں
تو نہ رو ہو گئی نثار ترے
یوں کہیں مرد کے بھی روتے ہیں
دل کو مضبوط رکھ ذرا اپنے
یوں تو للہ بد حواس نہ ہو
تھک گئے اور ابھی ہے منزل دور
صدمہ تیرا نہیں گوارا ہے
دل میں میرے فقط ہے اسکا غم
کون تیری کرے گا دل جوئی

آکے سمجھائے گا بجھائے گا کون
اس طرح سے گلے لگائے گا کون

کون روکے گا اس طبیعت کو
کس سے کہہ جاؤں اس وصیت کو

گو کہ جینا ترا اس نہیں
کوئی دلسوز بھی تو پاس نہیں

میں کہاں ہوں جو ساتھ دوں تیرا
ہاتھ میں کس کے ہاتھ دوں تیرا

یوں تسلی تری کرے گا کون
میری صورت پہ پھر مرے گا کون

کون یوں خوش کرے گا جی تیرا
دل ہے اس غم سے مضمحل میرا

جی سے لگے گا نہ ساتھ میں اس کا
دل لئے رہنا ہاتھ میں اس کا

پر میں اس دل کو کیا کروں کمبخت
آسماں دور ہے زمیں ہے سخت

گو آ عقبے میں روسیاہ چلی
مگر اتنی سی میں تباہ چلی

جی کو تجھ پر فدا کیا میں نے
حق وفا کا ادا کیا میں نے

بولی پھر زانوؤں پہ مار کے ہاتھ
نہیں معلوم اب ہے کتنی رات

جوں جوں گھڑیال واں بجاتا ہے
جی مرا سنسنایا جاتا ہے

یوں تو کوئی نہ درد و غم میں گڑھے
پھولے جاتے ہیں ہاتھ پاؤں پھر

کچھ عجب ہو رہا ہے جان کا طور
گھٹتی ہوں کچھ نکلتا ہے کچھ اور

آنسو آنکھوں میں بھر آتے ہیں
دست و پا سارے تھرتھراتے ہیں

دل کو سمجھاتی ہوں میں بہتیرا
پر سنبھلتا نہیں ہے دل میرا

گو تو بیٹھا ہوا ہے پاس مرے
پر ٹھکانے نہیں حواس مرے

ہوش آئے ہوئے بھی جاتے ہیں
دل کو کیا کیا خیال آتے ہیں

پیش یوں فرقت عجیب نہ ہو
کسی دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

دوسرے اب یہ اور ماتم ہے
خاک تسکین جان زار کریں
سنکے میں نے دیا یہ انکو جواب
تم تو یوں اپنی جان دو مری جان
دل سے رکھنا ذرا یہ اپنے دور
مجھ پہ یہ دن تو کبریا نہ کرے
جان دیدو گی تم جو کھا کر سم
جو یہ دیکھے گا خوب روئے گا
اک ذرا مجھ سے تو کہو یہ حال
دل ہی دل میں الم اٹھاتی ہو
پھوپھی ماں باپ کسے اگر ہے الم
جو کہ ہوتے ہیں قوم کے اشراف
کچھ تمھیں پر نہیں ہے یہ افتاد
صدمہ سر ایک پر گزرتا ہے
ہوں جو ناحق یہ قیامت ہے
تم تو ناحق خفا سے ہو دانا
کیا بھروسا حیات کا ان کی
ہوش رہتے نہیں ہیں اس سن کے
اتنی سی بات کا غبار ہے کیا

سانگ باقی بہت ہے شب کم ہے
اب وصیت کریں کہ پیار کریں
میرے دل کو بس اب کرو نہ کباب
میں وصیت سنوں خدا کی شان
کون کمبخت یہ کرے گا امور
تم مرو میں جیوں خدا نہ کرے
میں بھی مر جاؤں گا خدا کی قسم
آگے پیچھے جنازہ ہوئے گا
جی میں کیا آیا آپ کے یہ خیال
جان دیتی ہو زہر کھاتی ہو
اسکا کرنا نہ چاہیے تمہیں غم
یوں ہی کرتے ہیں وہ قصور معاف
سب کے ماں باپ ہوتے ہیں جلاد
زہر کھا کھا کے کوئی مرتا ہے
ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے
اس پہ رتبہ نہ ان کا پہچانا
نہ برا مانو بات کا ان کی
یہ تو مہمان ہیں کوئی دن کے
ان کے کہنے کا اعتبار ہے کیا

غور سے کیجئے جو دل میں خیال
اُن کا غصہ نہیں ہے جائے ملال

سُن کے اُسنے دیا یہ مجھکو جواب
ہم نے دیکھی نہیں ہے چشم عتاب

بے حیا ایسی زندگی کو سلام
منہ پہ آئے نہ تھے کبھی یہ کلام

طعنے سنتی ہوں دو مہینہ سے
موت بہتر ہے ایسے جینے سے

خونِ دل کب تلک پئے کوئی
بیحیا بن کے کیا جئے کوئی

نوج انسان بے حمیت ہو
آدمی کیا نہیں کو غیرت ہو

بات وہ کس طرح بشر سے اٹھے
نہ سنی ہو کبھی جو کانوں سے

وہ سنے جس کو اسکی عادت ہے
اسمیں کیا اپنی اپنی غیرت ہے

پر مرے جیتے جی تو پھر خدا
اپنے مرنے کا ذکر منہ پہ نہ لا

کو لینا پڑ گیا ہے رنج و محن
جان کھو دیں گے آپ سے دشمن

تم نے جی دینے کی جو کی تدبیر
حشر کے روز ہوں گی دامنگیر

تو سلامت جہاں میں رہ میری جاں
نکلیں ماں باپ کے ترے ارماں

واسطے میرے اپنا دل نہ کڑھا
چاند سی بہو گھر میں بیاہ کے لا

ہے یہی لطف زندگانی کا
دیکھ سکھ اپنی نوجوانی کا

چار دن سے یہ نالہ و فریاد
عمر بھر کون کس کو کرتا ہے یاد

لطف دنیا کے جب اٹھاؤ گے
ہمکو دو دن میں بھول جاؤ گے

رخصتی ملاقات

تھا یہی ذکر جو بجا گھڑیال
سنتے ہی اسکے ہو گئی بیحال

ہو گیا فرطِ غم سے چہرہ زرد
دست و پا تھرتھرا کے ہو گئے سرد

مردنی غنچہ چھا گئی اس کے
دل میں گذرا جو اس کے صبح کا شک
ٹھنڈی جس دم چلی نسیم سحر
اتنے میں صبح کی بجی وردی
ہوئے ثابت جو صبح کے آثار
بید کی طرح جسم تھرایا
باتیں کرنی جو تھیں سو بھول گئی
بولی گھبرا کے رہیو اس کے گواہ
اب فقط ہے یہ خون بہا میرا
کہہ کے پھر وہ لپٹ گئی اک بار
سر سے لیکر بلائیں تا بہ قدم
آگ لگ جائے وہ گھڑی کمبخت
پھر یہ بولی وہ پونچھکر آنسو
آزمانی تھی تجھکو کستی تھی
کہہ کے یہ بات ہو لی وہ سوار
آتش غم بھڑک گئی دونی
یاد آئی تھی جب وصیت یار
تھی وصیت جو یہ بلا انگیز
ولیس کہنے لگا اس سے تھا جو ملال

دل میں وحشت سما گئی اس کے
ہوئی آشا وہ جا کے زیر فلک
ہو گیا حال اور بھی ابتر
دونی چہرے پہ ہو گئی زردی
ہو گئی اور اس کی حالت زار
سر سے پاؤں تلک عرق آیا
دم لگا چڑھنے سانس پھول گئی
اور کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
بخشدے مجھکو کہا سنا میرا
اور کیا بھینچ بھینچ کر کے پیار
بولی تم پر نثار ہوتے ہیں ہم
بام پر آئی تھی میں کون سے وقت
تیرے سر کی قسم نہ کڑھیو تو
میں ترے چھوٹنے کو ہنستی تھی
پاس بندھا آنسوؤں کا آنکھ سے تار
تپش قلب کی افزونی
وہم لاتا تھا دل ہزار ہزار
درمیاں آنے لگے کیا کیا وحشت خیز
آتے تھے ذہن میں عجیب خیال

کون روکے گا جا کے گھر بیٹھے
ہر گھڑی تھا جو اضطراب فزوں
اٹھا ایک سمت سے وہ غل
شعلہ ایک آگ کا بھڑکنے لگا
یوں تو گذرے تھے وہ پھر روتے
ہو گیا دل کو اس طرح کا ہراس
لیا اک دوست نے کہ تم جا کر
رہے ہیں ہم سے بدنصیب کہیں
یوں جو اپنی یہ جان کھوتے ہیں
کیا ہوا ان پہ صدمۂ جانکاہ
رہے آخر ادھر مرے احباب
کیا اس طرح آ کے مجھ سے بیان
باغ کے پاس جو بنا ہے گھر
یوں تو اک شور راہ ہے میں نے
معاف کہتا نہیں ہے یہ اسرار
[illegible] ہوتا ہے عقل کے ادراک
نہ پوچھ تو نے ایسی ہی روداد
یوں برپا ہے بے سبب ماتم
[illegible] ہو رہا ہے دیوانہ
[illegible] تھا رہا ہے کسی کا دل
[illegible] دیا سنائی کچھ بالکل
تھا الم ہی واں غرض نہیں

جو کہا ہے وہی نہ کر بیٹھے
چپکا روتا تھا بیٹھا میں محزوں
ہوش جس سے کہ اڑ گئے بالکل
شکل بسمل کے دل پھڑکنے لگا
اور ہاتھوں کے اڑ گئے طوطے
آئے سو طرح کے وسواس
جلد اس شور و غل کی لاؤ خبر
مر گیا ان کا کیا حبیب کوئی
کون ہیں کس لیے یہ روتے ہیں
یہ جو کرتے ہیں ایسے نالہ و آہ
لے کے آئے خبر وہاں سے شتاب
کہ یہاں سے ہے اک قریب مکان
واں فروکش ہیں ایک سوداگر
پڑی ہے آفت انہیں کے گھر میں یہ
مر گیا کوئی یا کہ ہے بیمار
کہ نہیں بے سبب اڑاتے خاک
کہ ہے یہ شور نالہ و فریاد
ہے نکلتا کسی جوان کا دم
کوئی مرتا ہے صاحب خانہ
بیٹے سر پیٹیں صاحبان محل
ہے فقط ایک ہائے ہائے کا غل
کس سے پوچھیں کسی کو ہوش نہیں

روتے جس دم روتے ہیں وہ اسدم
کہہ گئی تھی جو وہ کہ کھاؤں گی زہر
کو چیا سے نہ اس کا نام لیا
دوستوں نے جو دیکھی یہ حالت
حال دل یوں تمہارا غیر جو ہے
بے سبب کس لیے ہوئے ہو اداس
کونسی آفت آ گئی اس دم
کیا ہے اسنے جو بیقرار ہوا اب
ایسی حالت جو پیچ و تاب کی ہے
شہر میں روز لوگ مرتے ہیں
فکر کرنا ہے اس طرح کی زبوں
سن کے ماں باپ کیا کہیں گے بتاؤ
تم کو کیا ہے جو جان کھوتے ہو
ہو رہے ہو ملول کس غم سے
طعنہ آمیز دوستوں کے بیان
نہ دیا ان کو مارے غم کے جواب
اٹھ گئے دوست آشنا جسدم
حال دل سینہ میں ہوا جو تباہ
دیکھا ہر پاسے ایک حشر کا غل
اسطرف سے جو لوگ آتے ہیں

دیکھا جاتا نہیں خدا کی قسم
میں یہ سمجھا کہ ہو گیا وہی قہر
دونوں ہاتھوں سے دل کو تھام لیا
بولے اس طرح از رہ الفت
کیا اسوقت کیا ہے خیر تو ہے
اڑ گئے کیوں تمہارے ہوش و حواس
مردنی منہ پہ چھا گئی اس دم
کوئی مر جائے تم کو کیا مطلب
تم کو کیا وجہ اضطراب کی ہے
خفقان اس کا کوئی کرتے ہیں
یوں ہی ہو جاتا ہے بشر کو جنوں
ہوش پکڑو ذرا حواس میں آؤ
بے سبب آپ ہی آپ روتے ہو
حال دل کا کہو تو پوچھیں ہم سے
ہو گئے معلوم نشتر رگ جاں
ڈھانپ کر منہ کیا کہا نہ جواب
کھول کر منہ اٹھے وہاں سے ہم
بیٹھا گھر سے میں آ نکر سر راہ
پھر سے راہ بند ہے بالکل
یہی آپس میں کہتے جاتے ہیں

دختر کے غم میں والدین کی پریشانی کا منظر ہے

حال ان کا بھی جائے رقت ہے
نوچ ڈالے ہیں سارے سر کے بال
آفت تازہ سر پہ سے آ گئی

دھیان ان کی طرف جو جاتا ہے
جو کہ تھے ان میں صاحب اولاد
کہتے تھے کوٹ کر سر و سینہ

مرگ اولاد کا وہ ماتم ہے
کوئی کہتا تھا کیسی آفت ہے
یوں تو ہے از پئے زمانہ مرگ
کوئی بولا کہ سے سبھی کو ملال
آتش غم سے دل ہوا ہے کباب

چشمہ جاری ہے چشم گریاں کا
نہیں دم بھر کسی کو وہاں آرام
پھوڑ ڈالے ہیں سب نے سر اپنے
بچے بے تقال جان کھوتے ہیں

حال دیکھا جو میں نے یہ اکھلم
نہ رہی تاب رنج کے مارے
بحر الفت نے دل میں مارا جوش
عشق کی تھی جو دل کو بیماری

داغ اولاد کا قیامت ہے
کیا پریشاں ہے والدین کا حال
بک رہے ہیں مثال سودائی
غم سے منہ کو کلیجہ آتا ہے

حال ابتر تھا ان کا حد سے زیاد
کیوں نہ دشوار ان کا ہو جینا
رنج و غم جسقدر کریں کم ہے
نوجوان مرنا بھی قیامت ہے
نہ مرے پر کوئی جوانا مرگ
دیکھا جاتا نہیں یہ باپ کا حال
ہے تپاں مثل ماہی بے آب

ہوش باقی نہیں تن و جاں کا
دیکھنے والے رو رہے ہیں تمام
سر و پا کی نہیں خبر اپنے
سارے دو کاندار روتے ہیں

ہل گیا سینہ میں دل مضطر
لگے تھرانے دست و پا سارے
گر پڑا ہو کے خاک پر بے ہوش
غش کا عالم سا ہو گیا طاری

دو گھڑی بعد پھر جو آیا ہوش — دیکھا برپا عجب ہے جوش و خروش

معشوق کے جنازے کا نظارہ

آگے آگے ہے کچھ جلوس رواں — سر کھلے پیچھے کچھ ہیں پیر و جواں
سن رسیدہ ہیں عورتیں کچھ ساتھ — سینہ و سر پہ مارتی ہیں ہاتھ
کوئی ماما ہے کوئی دائی ہے — کوئی انا کوئی کھلائی ہے
جب وہ بھرتی ہیں غم سے آہ سرد — سننے والوں کے دل پہ ہوتا ہے درد
ہوتا غیروں کو ہے ملال انکا — دیکھا جاتا نہیں ہے حال ان کا
کچھ بیاں ایسے ہوتے جاتے ہیں — راستہ والے روتے جاتے ہیں
اسکے پیچھے پڑی پھر اس پہ نگاہ — کہتے ہیں دیکھ کے بشر معاذ اللہ
شامیانہ نیا زری کا ہے — نیچے تابوت اس پری کا ہے



سہرا اسپر بندھا ہے اک زرتار — جیسے گلشن کی آخری ہو بہار
سجی پڑی اس پہ ایک چادر گل — جس سے خوشبو نکلتی ہے بالکل
عود سوز آگے آگے روشن ہے — مرگھٹی پہ بھی لاکھ چندن سے

بہشتر تابوت کے تھی ایسی ساتھ — جیسے آئے کسی دلہن کی برات
سب وضیع و شریف تھے ہمراہ — بہشتر تھی اسقدر کہ تنگ تھی راہ
ساتھ تھے خویش و اقربا سارے — رو رہے تھے غریب بیچارے
پیچھے پیچھے تھا سب کے سوداگر — سب پریشان اداس خاک بسر
آگے آگے جنازہ جاتا تھا — غش اسے ہر قدم پہ آتا تھا
ہاتھ تھامے تھے اقربا سارے — تا کسی جا پہ سر نہ دے مارے
حال اس درجہ ہو رہا تھا زبوں — بہتا جاتا تھا سر کے زخم سے خوں
سب امیر و فقیر روتے تھے — دیکھ کے راہگیر روتے تھے
پیچھے سب کے قفس میں تھی مادر — کہتی جاتی تھی اس طرح رو کر
تیری میت پہ ہو گئی میں نثار — ہم سخن ہائے میری غیرت دار
دل پہ جو گذری وہ بیان نہ کی — کچھ وصیت بھی میری جان نہ کی
کچھ نہیں ماں کی اب خبر تم کو — کس کی یہ کہا گئی نظر تم کو
دل ضعیفی میں میرا توڑ گئیں — بیٹا اس ماں کو کس پہ چھوڑ گئیں
تازہ پیدا جگر پہ داغ ہوا — آج گھر میرا بے چراغ ہوا
دل کو ہاتھوں سے کوئی مانگا ہے — جی سنبھالے نہیں سنبھلتا ہے
زہر دیدے کوئی میں کھا جاؤں — یا زمیں شق ہو میں سما جاؤں
داغ تیرا جگر جلاتا ہے — چاند سا مکھڑا یاد آتا ہے
مٹ گیا لطف زندگانی کا — دل کو غم ہے تری جوانی کا
بیاہ تیرا رچانے پائی نہیں — کوئی حسرت تو نے پائی نہیں

تیری صورت کے ہو گئی قربان
ہو ہیں کس بات پر خفا بولو
ہو گئیں تم نہیں پکارے سے
کیا قضا نے جگر پہ داغ دیا
نکلا ماں باپ کا نہ کچھ ارماں
ایسی اس ماں سے ہو گئیں بیزار
نہ جیوں گی ترے فراق میں میں
کس مصیبت میں پڑ گئی بیٹا
غم کھلتی تھی اسی صدمہ میں
سن کے اسطرح اسکی ماں کے بین
تھی وصیت جو اس پری کی یاد
گو یہ طاقت نہ تھی کہ چلتا راہ
پیچھے ان سب کے جو رواں تھا میں
اور تڑپتا تھا صورت بسمل
جوں جوں کرتا تھا ضبط میں نالہ
مرغ بسمل کی میری صورت تھی
الغرض پہونچا ساتھ اسکے وہاں
قبر کھدی تھی جو وہاں نظر آئی
دیکھکر یہ جو لوگ رونے لگے

چلیں دنیا سے کیسی پُر ارمان
اماں واری ذرا جواب تو دو
اب جیوں گی میں کس سہارے سے
آج گھر میرا بے چراغ کیا
ہائے بیٹی چڑھیں نہ تم پروان
لی نہ خدمت بھی پڑ کے کچھ بیمار
دل تڑپتا ہے آنکھیں ڈھونڈھتی ہیں
کوکھ میری اُجڑ گئی بیٹا
ٹھوکریں تھیں لگی تجھے ہائے میں
اور سینہ میں دل ہوا بے چین
سب کے پیچھے میں ہولیا ناشاد
پہلا جذب عشق پر ہمراہ
صورت گرد کاروان تھا میں
بیٹھ جاتا تھا گاہ تھام کے دل
ہوا جاتا تھا دل تہ و بالا
یاں گرا واں گرا یہ حالت تھی
دفن کا اسکے تھا مقام جہاں
لاکھ روکا چشم بھر آئی
ٹکڑے ٹکڑے جگر کے ہونے لگے

طاقت ضبط گریہ جب نہ رہی
دل سے میں نے یہ اپنے بات کہی

کہہ کے کیا مر گئی وہ جان تجھے
تجھ وصیت کا بھی ہے دھیان تجھے

ہو نہ للہ بے قرار اتنا
ضبط کر نالہ ہو سکے جتنا

دل کو سمجھا کے یہ گیا میں وہاں
جمع سب اس کے اقربا تھے جہاں

دل آفت زدہ کو بہلا کر
چپکا بیٹھا میں اک طرف جا کر

اشک آنکھوں سے گو نہ بہتے تھے
لوگ پر دیکھ کر یہ کہتے تھے

حال چہرے کا آج کیسا ہے
خیر تو ہے مزاج کیسا ہے

لال آنکھیں ہیں تمتمائے گال
وجہ کیا ہے بیاں تو کیجئے حال

منہ پہ اک مردنی سی چھائی ہے
چہرے پر چھٹ رہی ہوائی ہے

بولا میں اور کچھ نہیں ہے بات
شب کو سویا نہیں میں ساری رات

اس پہ پیل جو آیا میں مجبور
رنگ چہرے کا ہو گیا کافور

ترک عادت بھی ایک آفت ہے
رات کا جاگنا قیامت ہے

دل کا شک ان کے سب نکالدیا
یہی کہہ سن کے ان کو ٹال دیا

غل ہوا اٹھتے ہیں سب آئے جائیں
فاتحہ پڑھتے جائیں جانے جائیں

سن کے یہ سب وہاں سے گئے احباب
بخشا پڑھ پڑھ کے فاتحہ کا ثواب

جبکہ اس سے بھی ہو گئی فرصت
آئے تھے جتنے سب ہو گئے رخصت

پائی تنہا جو میں نے یار کی قبر
دل کو باقی رہی نہ طاقت صبر

تھا جو اس شمع رو کا پروانہ
دوڑ کر آیا مثل دیوانہ

گر پڑا آکے قبر پہ اک بار
اور لگا رونے مثل ابر بہار

نہ رہا تھا جو اختیار میں دل | لوٹتا تربت پہ صورت بسمل

عاشق کی سخت جانی اور مثنوی کا خاتمہ

مر گئی تھی جو مجھ پہ وہ گلفام | زندگی ہو گئی ہے مجھے بھی حرام
دیکھا آنکھوں سے تھا جو ایسا قہر | کھا گیا میں بھی گھر میں آ کر زہر
دوپہر تک تو قے رہی جاری | بعد پھر اس کے غش ہوا طاری
تین دن تک رہی وہ بیہوشی | ہو گئی جس سے خود فراموشی
عین غفلت میں پھر یہ دیکھا خواب | کہ یہ کہتی ہے وہ بچشم عتاب
سن تو رے تو نے زہر کیوں کھایا | کچھ وصیت کا بھی نہ پاس آیا
ہوئے خود رفتہ ایسی حد سے زیاد | دو ہی دن میں بھلا دی میری یاد
دل سے میرا بھلا دیا کہنا | ہاں یہی چاہیے تھا کیا کہنا
کہہ کے یہ جب وہ ہو گئی روپوش | کھل گئی آنکھ آ گیا مجھے ہوش
زہر کا پھر نہ کچھ اثر پایا | اک تعجب سا مجھ کو یہ آیا
آشنا دوست سب کا تھا یہ بیان | مر کے بھی جی اٹھے خدا کی شان
ہو گیا والدین کو یہ سرور | بڑھ گیا دل کا چین چشم کا نور
اقربا سن کے ہو گئے دل شاد | آ کے دینے لگے مبارکباد
ماحصل اتنا تھا اس کہانی سے | ہم رہے جیتے سخت جانی سے
عشق میں ہم نے یہ کمائی کی | دل دیا غم سے آشنائی کی

تمت

۱۳۳۵

نیا تحفہ جدید تصانیف

ملال مصطفےٰ ۸/ تخت یزید پلید جنگ نامہ حضرت مسلم معہ فرزندان	جنگ نامہ محمد حنیف معہ ملک توران ۳/
ملال شہادت ۵/ جنگ نامہ حضرت حسن	جنگ نامہ حضرت علی معہ جنگ بیر العلم از قوم جن ۶/
ملال حسین ۸/ جنگ نامہ محمد حنیف جنگ یزید پلید	ملال مرتضےٰ ۶/ جنگ نامہ قلعہ خیبر
ملال فاطمہ ۱۰/ جنگ نامہ کربلا جنگ نامہ حضرت حسین	صبر حسین ۲/ صبر ایوب ۲/ صبر ابراہیم ۲/ صبر یونس ۲/
ملال حسن ۳/ نامراد و طما جنگ نامہ حضرت قاسم	صبر یعقوب } حسن یوسف } ۶/ مثنوی ماہ پیکر ۲/ مثنوی سلیمان بلقیس ۲/

المشتہر
محمد جمیل خان و محمد شریف خان تاجران کتب مصطفائی پریس